

## حضرت غفرانمآبؒ اور عماد الاسلام

علامہ مولانا عبدالحسین صاحب فلسفی (استاذ جامعہ سلطانیہ) رحمہ اللہ

آپ کی تالیفیں، تصنیفیں، مبلغین و واعظین کا کام انجام دے رہی ہیں اور آئندہ بھی دیتی رہیں گی۔ آپ کے مصنفات و مولفات اس قدر کثیر ہیں جن کا تذکرہ اس مختصر تحریر میں ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ آپ کی تصنیفیں گو سب کی سب اعلیٰ و ارفع ہیں لیکن ان میں عماد الاسلام کی بناء سب سے بلند و بالا آغوش ثریا تک پہنچی ہوئی ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور حاوی کتاب ہے جس کی نظیر مذہب امامیہ کے کتنی جگہ بلکہ اسلامی کتنی جگہ میں ناپید ہے۔ اس کی تعریف کے لیے میدان قلم کوتاہ اور جولانی دماغ ناکافی ہے۔ اس میں ایسے ایسے مطالب عالیہ بیان کیے گئے ہیں جن کا سمجھنا خالی از اشکال نہیں چاہیے کہ ان کی توضیح و تقریر کرنی۔

مرحوم اعلیٰ اللہ ذر جتہ نے یہ کتاب نہیں تحریر کی ہے بلکہ ایک درس گاہ تحقیق و بزم قدس منعقد کی ہے جس میں تمام علماء و حکماء متکلمین اسلام کو مدعو کیا ہے۔ اس محفل میں اگر ایک سمت افلاطون الہی مع اپنی تحقیقات کے، ارسطو مع اپنے آراء کے جلوہ افروز ہے تو دوسری سمت ابونصر فارابی، شیخ الرئیس ابوعلی بن سینا مع شفاء و اشارات کے زیب دہ انجمن ہیں۔ ایک طرف اگر بہمن یار مع تحصیل کے، امام رازی مع نہایۃ العقول کے، محقق طوسی مع تجرید کے، میر باقر داماد مع اپنی تصنیفات کے زینت افزائے بزم ہیں تو

حکمائے قدیم اور ان کی تصنیفیں، علمائے سلف اور ان کی تالیفیں، متکلمین گذشتہ اور ان کے کارنامے گو بڑے اہل کمال اور بڑی مفید کتابوں پر مشتمل، بہت سے لسانی مطالب و جواہر معانی پر محیط۔ گو ان کی قابلیت، ان کا تجر، ان کی ایجادیں، ان کی سبقت سب کچھ مسلم لیکن متاخرین میں فلک ایمان کا کوکب درّی نصیر آباد کا آفتاب روشن، زمین اجتہاد کا آسمان، مجدد شریعت مصطفویہ، مروج مذہب امامیہ، فقیہ کامل، مجتہد اصول و فروع، آیۃ اللہ العظمیٰ فی الانام جناب مولانا سید ولد ارعلی تَعَمَّدَہُ اللہ تَعَالٰی بِلُطْفِہِ الْخَفِیِّ وَالْجَلِیِّ بھی اپنے وقت کے ایک مجتہد مسلم، ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ گذرے ہیں۔ آپ مسند اجتہاد پر مفتی آفاق تھے تو بزم مناظرہ میں متکلم لاثانی۔ آپ محفل علماء میں اگر استاذ الکمل تھے تو مجلس عقلاء و حکماء میں محقق ثانی۔ آپ ہی وہ بزرگ تھے جن کی نورانی شعاعوں سے ظلمتکدہ ہند منور ہوا اور جہانکدہ ہندوستان میں شمعہائے علم و معرفت روشن ہوئیں۔ آپ ہی کے دریائے علم و کمال سے اطراف و اکناف ہندوستان سیراب کیا گیا کہ اب تک ان کی نداوت و طراوت سے بہت سی کویلیں معرفت و ہدایت کی پھوٹی رہتی ہیں اور آئندہ بھی پھوٹی رہیں گی۔ آپ کے آفتاب علم کی ضوفشانیوں سے اب تک بہت سے بھولے بھٹکے راستہ پالیا کرتے ہیں۔

ہو جاتے تو آج امام باڑہ اور مرحوم کی تصنیفات ایک نہایت اچھی حالت میں دکھائی دیتے اور اہل فضل حضرات کو کسب کمال کرنے کا موقع ملتا۔ اور بہت سے غرباء و مساکین، وطن آوارہ مسافروں کے لئے مامن قائم ہو جاتا۔ مرحوم نے کتاب میں اپنے جو کچھ مطالب تحریر کئے ہیں ان کی تھوڑی سی توضیح بھی مجھ سے کم بضاعت کم علم سے نہیں ہو سکتی، چہ جائیکہ کل مطالب کی اور پھر اس مختصر سے مضمون میں، لہذا میں صرف بعض مختصر عبارتوں کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں ملاحظہ کریں:

(عماد الاسلام، ج ۱ ص ۱۶۳)

یہ فصل خدا کی توحید میں ہے اور اثبات وحدانیت خدا مسائل مہتمہ میں سے ہے علماء نے چند وجہوں سے استدلال کیا ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ جب خدا کی حقیقت عین وجود قرار پائی تو اگر دو خدا ہوں گے تو ایک کو دوسرے سے امتیاز امر خارج کی وجہ سے ہوگا۔ پس دونوں اپنے تشخص میں امر خارج کے محتاج ہو جائیں گے اور جو محتاج غیر کا ہو وہ ممکن ہوتا ہے لہذا بتقدیر تعدد خدا ممکن ہو جائے گا اور یہ باطل ہے لہذا دو ہونا ہی خدا کا باطل ٹھہرا۔ مقصود یہ ہے کہ اگر دو واجب الوجود ہوں گے تو لوازم و آثار واجبیت میں دونوں شریک بھی ضرور ہوں گے، لہذا ایک کو دوسرے سے امتیاز دینے کے لئے امر خارج کی ضرورت

دوسری طرف علامہ حلی علیہ الرحمہ مع نہایۃ المرام کے، توشیحی مع شرح تجرید کے، شیخ مفید علیہ الرحمہ مع مقالات کے، سید مرتضیٰ مع شافی کے، سید علی ابن طاووس علیہ الرحمہ مع طرائفک ے رونق افزائے محفل ہیں۔ وسط مجلس میں اشاعرہ و معتزلہ کا گروہ مع اپنے تلامذہ اور اتباع کے جن میں حافظ نظام، ابوالہذیل علاف بلخی وغیرہ وغیرہ موجود ہیں۔ ایک گوشہ میں ملا صدر الدین شیرازی مع اسفار اور شارح مواقف و شارح مقاصد مع اپنی تصنیفات کے تشریف فرما ہیں۔ دوسرے گوشہ میں شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری اور علامہ فضل بن روز بہان مع احقاق الحق اور ابطال الباطل کے حاضر ہیں۔

صدر نشین بزم قدس جناب غفران مآب علیہ الرحمہ ہیں۔ آپ کے ہاتھوں میں عنان کیت قلم ہے اور وہ اس کو میدان تحقیق میں جولاں کر رہے ہیں۔ آپ کی تحقیق اتنی کامل، آپ کی نظراتی وسیع ہے کہ آپ کے فیصلہ کو تمام علماء مانے ہوئے ہیں۔ آپ پر مجال نہیں کہ کوئی اعتراض کر سکے اور آپ کی تحقیق کو رد کر سکے۔ یوں تو آپ پر بعض مقلدین فلاسفہ نے اعتراضات کئے ہیں لیکن اہل نظر کی نگاہوں میں وہ سب کے سب تار عنکبوت سے زیادہ مستحکم نہیں۔ آپ نے 'عماد الاسلام' سی جامع و مانع کتاب لکھ کے اہل تشیع پر وہ گراں بہا احسان کیا ہے جس کے بار سے تمام چھوٹے بڑے، غریب امیر شیعوں کی گردنیں ہمیشہ جھکی رہتی ہیں اور رہیں گی۔ کاش ہمارے مذہب کے اہل دول حضرات مرحوم کے احسانات و افادات کا معاوضہ قدر قلیل بھی کرنے پر تیار

ہوگی اور وہ دونوں اس کی طرف محتاج ہوں گے اور محتاج ممکن ہوتا ہے لہذا دونوں ممکن ہو جائیں گے۔

بعد ازاں شبہ ابن کمونہ افتخار الشیاطین کا ذکر کیا ہے بعد ازاں ملا صدر الدین کا جواب تحریر کیا ہے اور اس کو ضعیف قرار دے کے خود شبہ ابن کمونہ کا جواب یوں تحریر کر رہے ہیں:

وَالْحَقُّ هُوَ الَّذِي أَلْهَمَنِي رَبِّي وَتَقْوِيْزُ ذَلِكُمْ مَوْفُوفٌ عَلَى تَمْهِيدٍ مُّقَدَّمَتَيْنِ۔

(جواب حق یہ ہے جس کو خدا نے بعنوان الہام مجھ کو تعلیم کیا اور یہ دو مقدموں کے تحریر پر موقوف ہے۔) بعد ازاں مقدمتین تحریر کر کے لکھتے ہیں۔

شبہ ابن کمونہ کا یہ ہے کہ واجب الوجود کی دو فردیں ہو سکتی ہیں، اس عنوان سے کہ دونوں بسیط ہوں اور مختلف ہوں تمام ماہیت میں اور واجب کا مفہوم دونوں سے مشترک ہو اور دونوں پر بعنوان عرض صادق آئے، لہذا نہ ترکیب لازم آئے گی نہ خدا کی وحدت ثابت ہوگی۔ جواب یہ ہے کہ ہم فرض کرتے ہیں ایک کو ان دونوں ہوتوں میں سے ذہن میں تحقیق پس ہم دریافت کرتے ہیں کہ یہ حصول احد و اجہین کا نہیں، خالی یا تو عین حصول وجود اور وجوب اور علم و قدرت و حیات ہے یا غیر ہے بنا بر غیریت کے لازم آئے گا کہ وجود واجب اور قدرت علم و حیات واجب زائد بر ذات واجب ہو جائے اس میں تَقَدُّمُ شَيْءٍ عَلَى نَفْسِهِ لازم آئے گا جو باطل ہے اور شئی واحد کا فاعل و قابل ہونا لازم آئے گا اور یہ

بھی باطل ہے اور احتیاج واجب اپنے وجود میں لازم آئے گا اور دیگر صفات کمال میں یہی لازم آئے گا اور یہ سب محال ہیں اور خلاف مسلک حکماء اور خلاف مذہب حقہ امامیہ ہیں۔ حالانکہ شبہ ابن کمونہ مسلک حکماء ہی پر وارد کیا گیا ہے۔ اور اگر حصول اس ہویت کا عین حصول وجود اور وجوب اور علم اور قدرت اور حیات ہوگا تو لازم آئے گا کہ یہ امور عین ہوں اس ہویت کے لئے یا ذاتیات ہوں بحکم مقدمۃ اولیٰ پس جب ہم فرض کریں دوسری ہویت کو بھی اسی طرح سے ذہن میں تو پھر دریافت کریں گے کہ آیا حصول اس دوسری ہویت کا عین حصول وجود اور وجوب اور حیات وغیرہ وغیرہ ہے یا غیر ہے ثانی باطل ہے جیسا کہ گذر چکا اور اول کے تقدیر پر یعنی بتقدیر ہونے حصول ہویت کے عین حصول وجود اور وجوب اور حیات اور علم اور قدرت لازم آئے گا ان چیزوں کا ذاتیات ہونا اس ہویت کے لئے اور اس پہلی ہویت حاصلہ کے لئے بھی لہذا یہ امور ذاتیات مشترکہ ہوں گے دونوں کے لئے۔ لہذا دونوں میں امتیاز کے لئے کچھ اور امور فرض کرنے پڑیں گے پس دونوں میں واجب کی ترکیب لازم آئے گی مَا يَهِيَ الْاُمْتِيَاْزُ اور مَا يَهِيَ الْاِلْتِمَاسُ سے لہذا محتاج ہو جائیں گے اور محتاج ممکن ہوتا ہے لہذا دونوں کا ممکن ہونا لازم آئے گا پس دوسرے تمام ہو جائے گا اور قول خدا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ واضح ہو جائے گا۔

حَزْرَةُ عَبْدِ الْحَسَنِ غُفِيَ عَنْهُ

رجب ۱۲۲۹ھ

